کہنے لگا" آپ اس اخبار کی کٹنگ سے نمبر نکال دیجئے"۔ یہ کہہ کر اس نے ایک لمبوتری چھوٹی سی فائل نکالی جس میں پوپ کے بہت سے کارٹون تاریخ وار لگے تھے اور ہر ایک پر نمبر لکھا تھا چنانچہ میں نے ٹالنے کے لئے اسے ایک عدد بتا دیا۔ وہ چلا گیا۔

اگلے روز وہ خلاف معمول چار بجے شام کو آیا، بے حد خوش تھا۔ اس نے چائے کا ایک پیکٹ نکالا اور مجھے دیا، کہا" آپ چائے کے شوقین ہیں، آپ کے لئے خاص طور پر لایا ہوں"۔

میں نے کہا" میرے پاس چائے کا پیکٹ ہے۔ ضرورت نہیں ہے"۔

کہنے لگا" آپ نے پوپ کو کیا فٹ کیا ہے۔ صحیح نمبر نکلا ہے —— میری قسمت جاگ گئی۔ میں تو مٹھائی لا رہا تھا، پر 'بائی' نے کہا صاحب تمہاری مٹھائی نہ کھائیں گے اس لئے چائے لے آیا"۔

اور اب تو روزانہ رات کو وہ "پوپ" کے کارٹون لے کر آجاتا اور میں اندھا دھند کوئی نمبر بتا دیتا۔ اب ٹالنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ یہ سلسلہ آخیر تک چلتا رہا اسے میرے بتائے ہوئے نمبروں پر چھ بار انعام ملے۔ اس نے ایک مکان خرید لیا اور اس غلط فہمی میں مبتلا رہا کہ سب کچھ میری بدولت ہے۔ وہ میرے دماغ کا بڑا قائل تھا شنکر سے میری عقل مندی کی باتیں کیا کرتا۔ میرا خیال ہے کہ میرے جانے کی خبر سے اسے دلی رنج ہوا تھا۔ اس کا بس چلتا تو مجھے ساری زندگی جیل میں رکھتا۔ اس کا اصرار تھا کہ جیل سے چھٹنے کے بعد میں سب سے پہلے اُس کے گھر چلوں۔ وہ ایک شاندار دعوت کرنا چاہتا تھا لیکن مجھے تو ناگپور پہنچنا تھا اس لئے میں نے اس کی دعوت کے لئے معذرت کر دی۔ وہ بے حد افسردہ ہوا لیکن میرے لئے کوئی چارہ بھی نہ تھا۔

مجھے شنکر کی بہت فکر تھی کہ میرے بعد اس کا کیا ہوگا۔ میں نے وارڈر سے کہا کہ اگر تم شنکر کا خیال رکھو گے تو میرے لئے اس سے زیادہ کوئی اور خوشی کی بات نہ ہوگی۔ شنکر کو پڑھنے کا شوق ہو گیا تھا۔ میں نے جیلر سے بات کر لی تھی کہ میں اس کے لئے کتابیں بھیجوں گا اسے دے دیجئے گا۔ جیلر تیار ہو گیا تھا۔ بظاہر تو کوئی ایسی بات نہ تھی لیکن سرکاری افسروں اور خاص طور پر پولیس اور جیل کے حکام کا معاملہ تو یہ ہوتا ہے کہ وہ جب یونیفارم پہن لیتے ہیں تو بقول ایک پولیس انسپکٹر کے اپنے باپ کو بھی نہیں پہچانتے۔ تاہم مجھے ذرا سا اطمینان تو ہو گیا تھا۔